اعلیٰ حضرت بریلوی کے ارشادات کا ہر اک
بریلوی کے لئے ایمان افروز گلدستہ

فتاویٰ اعلحضرت

یہ کتاب

بریلوی حضرات کے ایمان کو تازہ مضبوط اور صحیح
کر کے پکا بریلوی بنا دیتی ہے؛

مرتّبہ

مولانا محمد ابو الخیر صاحب قریشی الاسدی

ناشر:-
پاک اکیڈمی بک سیلرز
دکان ۲۲ جامع مسجد باب الاسلام آرام باغ
کراچی

فہرست مضامین فتاویٰ اعلحضرت بریلوی

نعت سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم

از: جناب اعلیٰ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی

اٹھا دو پردہ دکھا دو جلوہ کہ نورِ باری حجاب میں ہے
زمانہ تاریک ہو رہا ہے کہ مہر کب سے نقاب میں ہے
انہی کی بو، مایۂ سمن ہے انہی کا جلوہ چمن چمن ہے
انہی سے گلشن مہک رہے ہیں انہی کی رنگت گلاب میں ہے
وہ گل ہیں لبہائے نازک ان کے ہزاروں جھڑتے ہیں پھول ان سے
گلاب گلشن میں دیکھے بلبل، یہ دیکھو گلشن گلاب میں ہے
کھڑے ہیں منکر نکیر سر پر نہ کوئی حامی نہ کوئی یاور
بتا دو آکر میرے پیمبرؐ کہ سخت مشکل جواب میں ہے
خدائے قہار ہے غضب پر، کھلے ہیں بدکاریوں کے دفتر
بچا لو آکر شفیعِ محشر، تمہارا بندہ عذاب میں ہے
گنہ کی تاریکیاں ہیں چھائیں اُمنڈ کے کالی گھٹائیں آئیں
خدا کے خورشید مہر فرما کہ ذرہ بس اضطراب میں ہے
کریم اپنے کرم کا صدقہ، لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب مانگے، رضا بھی کوئی حساب میں ہے

بریلویت کی جڑ

عہدِ رسالت علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں سب لوگ ایک ہی عقیدہ اور ایک ہی راہ پر تھے۔ ہوائے نفسانی دین کے مقابلہ میں مغلوب اور دین غالب تھا۔ عہدِ شیخین کے بعد اہلِ اسلام خصوصاً نومسلم اقوام کے خانوادۂ نبوت کی طرف طبعی رجحان اور فطری کشش نے خلافتِ عثمانیہ پر اعتراضات کی شکل اختیار کی۔ جس کا نتیجہ **ابنِ سبا** یہودی کی فتنہ انگیزی کے باعث شہادتِ عثمانیہ کی صورت میں ظہور پذیر ہوا۔ خلافتِ حیدری کے ایام میں پوری اُمت دو فرقوں میں بٹ چکی تھی۔ ایک گروہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے جھنڈے تلے جمع تھا اور دوسرا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جھنڈے کے نیچے، انہی دنوں میں حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کے خلاف سب سے بڑا فتنہ، **فتنۂ خوارج** بھی رونما ہوا۔

کچھ مدت کے بعد سب فتنے فرو ہو کر خلافتِ حیدری مستحکم ہو گئی — ان فتنوں کے زمانہ میں جس گروہ نے حضرت علی کرم اللہ وجہٗ کی حمایت کی تھی اُن **شیعانِ علی** کہتے تھے یعنی حامیانِ علیؓ۔ اور یہ لوگ بالکل اہلِ سنّت والجماعت کے عقائد رکھتے تھے۔ اور عقائد و اعمال و اخلاق میں عین طریقِ صحابہؓ پر استقامت پذیر تھے۔ لیکن اس طبقہ کے انقضاء پر مشاجراتِ صحابہ، استحقاقِ خلافت، افضلیتِ علیؓ اور اسی قسم کی دوسری فضول بحثیں چھڑ گئیں۔ واقعۂ کربلا نے اس میں مزید تلخی پیدا کر دی، یہی چند بحثیں ایک عیار یہودی اور اُن کے رفقاء کی وسیسہ کاریوں اور شاطرانہ حیلہ بازیوں کے باعث اُمتِ مسلمہ میں ایک

نئے فرقہ (شیعہ) کے وجود پر منتج ہوئیں جو کہ آج اسلام کے مقابلہ میں اپنا ایک مستقل علم کلام، علم الاحکام اور پوری شریعت رکھتا ہے۔ الغرض اس فرقہ کی بنیاد ابتداً چند بحثیں تھیں جو ایسے غلط رخ پر پڑ گئیں جنہوں نے اسلام میں ایک نئی شریعت کو جنم دیا۔ اور حاصل یہ نکلا کہ ان بحثوں میں اُلجھنے والے آج تک صحیح اسلام کی طرف نہ لوٹ سکے۔ اور نئی شریعت کے ایجاد و اختراع نے آئندہ بھی ہمیشہ کے لئے حقیقی اسلام کی طرف اُن کی واپسی کا راستہ قطعاً بند کر دیا۔ اعاذنا اللہ من ذلک۔

اقوام و ملل میں گروہ بندی فرقہ زائی کی بنیاد اصل میں صرف چند متنازعہ فیہ اُمور ہوتے ہیں۔ جن میں الجھاؤ کی شدّت ہمیشہ جتھے بندی کی صورت میں رونما ہوتی رہتی ہے۔

شیعیّت کی طرح بریلویّت بھی یونہی سمجھئے کہ جیسے شیعیت کی بنیاد چند غیر ضروری بحثیں ہیں، اِسی طرح بریلویّت کی اصل چند بدعتیں اور فضول رسمیں تھیں جنہوں نے ہوتے ہوتے اہلِ سنّت والجماعت کے خلاف ایک مستقل دین کی صورت اختیار کرلی۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ متصوفین اور غیر محقق مشائخ میں کچھ ایسی رسمیں خاندانی طور پر موجود رہی ہیں جن کا ثبوت شریعت مقدسہ میں نہیں ملتا۔ اور ایسے ہی بعض اکابر کے کچھ ایسے سُکریہ کلمات کا تذکرہ بھی ان کی مجالس میں ہمیشہ سے موجود رہا ہے جن کا ظاہر خلافِ شریعت ہے، چونکہ ہمیشہ ان رسوم وغیرہ کی دین کے جادۂ مستقیم علماء راسخین اور صوفیائے محققین نے تردید کی ہے اور عوام کو اُن میں گھسنے سے روکا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ بدعات عملیہ واعتقادیہ علم و تصوّف کے اعلےٰ طبقوں میں کبھی بار نہ پا سکیں اور اکابرِ اُمت نے انہیں بنظر استحسان کبھی نہیں دیکھا اور لے دے کر اُن کے قدردان حلقے جاہل عوام بے علم

پیروں اور طالبِ جاہ عُلماء تک ہی محدود رہے۔

پھر ایک عرصہ تک یہ رسُوم محض رسوم ہی تھیں اور انہیں کوئی دینی حیثیت حاصل نہ تھی، تا آنکہ **بریلی** سے ان کی "علمی" سرپرستی کی آوازیں بڑے زور شور سے سُنی جانے لگیں، اور جلد ہی تمام رسوم و بدعات کو اِس بنیاد پر کہ "اِن کے کرنے میں کیا حرج ہے" نہ صرف جائز بلکہ مستحب اور عملی طور پر واجب تک کا درجہ دے دیا گیا۔ بس اِسی مقام سے اُمتِ مُسلمہ سے ان لوگوں کا راستہ الگ ہوگیا۔ ابتداءً یہ فرق کچھ اہم محسوس نہیں ہوتا تھا لیکن ۔ چند ہی دنوں میں مذہبی دنیا نے دیکھا کہ اس راہ نے ان لوگوں کو اسلام اور صراطِ مستقیم سے کس قدر دُور لے جا پھینکا یہاں تک کہ اُمتِ مسلمہ سے ان کے عقائد الگ ہوگئے۔ اور عبادات الگ۔ ان کی مسجدوں اور نمازوں کے علامات جُدا۔ زمانۂ نبوی اور خیر القرون سے بالکل مختلف! الحاصل ایک نیا دین اور نئی شریعت الگ وجود میں آگئی۔ جو سابقہ احکامِ شریعت کے علاوہ مزید خصوصی احکام پر مشتمل تھی اور مرکزِ تجدید کی طرف سے یہ طے کر کے حکم دیا گیا کہ اضافہ شدہ احکام پر عمل کرنا حقیقی شریعت پر عمل پیرا ہونے سے زیادہ ضروری ہے۔ چنانچہ ملاحظہ ہو "مجدد الملّۃ" کا ارشادِ گرامی۔

وصایا شریف میں صفحہ ۹ پر احمد رضا خاں صاحب فرماتے ہیں:-

"تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباعِ شریعت نہ چھوڑو۔

اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے۔ اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے"

اس کے بعد یہ سلسلہ اسی مقام پر نہیں رکا، بلکہ اس میں بھی افراط و غلو ہونا شروع ہوا اتباعِ سنت و ابقاءِ شریعت کا رشتہ تو پہلے ہی کافی کمزور ہو چکا تھا اب رہا سہا اخلاص اندیشۂ پرسشِ آخرت، خوفِ خدا تصنع و ریاکاری جرأت علی اللہ طلبِ مال و جاہ کے ہنگاموں

میں گم ہو کر رہ گیا اور بریلویت کا قافلہ عقائد و احکام کے اعتبار سے اور آگے بڑھا اور سابقہ بریلویت کو پیچھے چھوڑ گیا۔ چنانچہ سابقہ بریلویت کا آئینہ آپکے سامنے پیش کیا جارہا ہے حالیہ بریلویت سے اس کا مقابلہ کر کے آپ خود فیصلہ کرلیں کہ حالیہ بریلویت سابقہ بریلویت سے کس قدر مختلف رنگ اختیار کر چکی ہے اور ابھی یقینی طور پر نہیں کہا جاسکتا کہ بریلوی حضرات کا افراط و غلو کہاں پر پہنچ کر رُکے گا۔ یا کسی مقام پر رُکے گا بھی یا نہیں؟

اور دیکھئے علم غیب کے بارے میں مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا عقیدہ یہ ہے جو ایک سوال کے جواب میں احمد رضا خان صاحب نے فرمایا "علم آنحضرت علیہ السلام اور علم باری تعالیٰ میں برابری تو در کنار، میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کردی ہے کہ اگر تمام اوّلین و آخرین کا علم جمع کیا جائے، تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہوسکتی جو ایک قطرہ کے کروڑویں حصّہ کو سمندر سے ہے"

(ملفوظات احمد رضا خاں ص۳ حصّہ اول مطبوعہ لاہور)

مگر آج کے بریلوی واعظ اس مسئلہ میں جس حد تک غلو میں مبتلا ہیں وہ خود ظاہر ہے اور یہ سب خرابی اس کی ہے کہ اِن لوگوں نے راہِ اتباع کے بجائے راہ ہوئی اختیار کی اور بلا ثبوت شرعی بہت سی بدعتوں کو یہ کہہ کر اپنے لئے گھڑ لیا کہ اگرچہ ان بدعات کا ثبوت خیر القرون سے نہیں۔ لیکن ان کے کر لینے میں تو کوئی حرج نہیں، تو اس طرح سے جن جن رسوم کے بارے میں اُن کے خیال میں "حرج" نہ تھا۔ سب کو جائز و مستحسن اور عملاً واجب کرتے چلے گئے، اسی مرض کا تعدیہ پھر عقائد کے بارے میں ہوا اور حدود سے متجاوز ہوگیا۔ اب واضح نصوص کی تصریحات کی بھی پرواہ نہ کی گئی۔ اور نصوصِ صریحہ کے مقابلہ میں عقائد کا ایک نیا ڈھانچہ حسب پسند ضعیف و مبہم احادیث، متروک الظاہر یا موؤوّل اقوال مشائخ کے اینٹ گارے سے تیار کر کے لفاظی کے چونے سیمنٹ

سے خوب لیپ پوچ دیا گیا۔ یہ دین اور ہویٰ کا حسین امتزاج تھا، جس کا عوام کی جہالت نے بر تپاک خیر مقدم کیا اور اس طرح سے یہ گروہ اسلام کی شاہراہ سے بہت دور جا پڑا۔

دعا رہے کہ اللہ تعالےٰ امّتِ مسلمہ سے بچھڑنے والے ان بھائیوں کو فہم سلیم نصیب فرما کر صحیح اسلام کی طرف لوٹنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

گذارش

الحمد للہ وکفیٰ وسلام علی عبادہ الّذین اصطفٰے۔ اما بعد آج کل عوام میں جب کوئی مسئلہ وحق پیش کیا جاتا ہے تو عوام فوراً ہی کہہ دیتے ہیں کہ یہ تو کوئی دیوبندی وہابی معلوم ہوتا ہے۔ عوام کی نگاہ میں یہ امتیازی مذہبی فرق یہاں تک عروج کر چکا ہے کہ جو کنجری کے تماشہ کو اچھا سمجھے وہ بریلوی، اور جو برا سمجھے وہ دیوبندی وہابی ہے۔ اس رسالہ میں یہ بتلایا گیا ہے کہ بریلویت کیا چیز ہے؟ تاکہ جو اپنے آپ کو بریلوی کہتے ہیں اس پر عمل کر کے صحیح بریلوی بن سکیں اور علماء حق کو برا بھلا کہنے سے باز آجائیں۔ اس رسالہ میں جو حوالے منقول ہیں، وہ حضرات علماء بریلوی کی مستند کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں اور اکثر حوالے اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں صاحب کی کتابوں سے نقل کئے گئے ہیں جو اپنی کتابوں کے بارے میں اپنی وصایا شریف میں جماعت بریلوی کو وصیت فرما گئے ہیں "میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے، اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔" (وصایا شریف صـ۸ مطبوعہ لاہور)

اب ضروری ہے کہ ہر وہ شخص جو خود کو اعلحضرت کا معتقد کہتا ہے اور ان کو اپنا پیر، پیشوا، رہبر، ہادی مانتا ہے ان فتووں پر عمل کرے اور دوسروں کو بتلائے ورنہ یاد رکھے کہ قیامت کے روز اعلحضرت اس کا گریبان پکڑ کر خدا کے دربار میں داد خواہ ہوں گے۔

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ؕ

توحید کے بارے میں عقیدہ

علامہ نعیم الدین صاحب مراد آبادی بریلویت کی مستند کتاب العقائد میں لکھتے ہیں۔ "وہ اللہ تعالےٰ" سب کا مالک ہے جو چاہے کرے اس کے حکم میں کوئی دم نہیں مار سکتا۔" (کتاب العقائد صـ۳) دوسری جگہ لکھتے ہیں: "اس کی پکڑ نہایت سخت ہے جس سے اُس کے چھوڑے بنا چھوٹ نہیں سکتا۔" (کتاب العقائد صـ۴) دوسری جگہ لکھتے ہیں ۔ طاعت سجدہ اُس کا حق ہے اُس کو پوجو جو وہی رب ہے (کتاب العقائد صـ۵)

شرک کیا چیز ہے

علامہ نعیم الدین صاحب مراد آبادی فرماتے ہیں: "شرک یہ ہے کہ اللہ تعالےٰ کے سوا کسی اور کو خدا یا مستحقِ عبادت سمجھے اور کفر یہ ہے کہ ضروریاتِ دین یعنی وہ امور، جن کا دین مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہونا بہ یقین معلوم ہے اُن میں سے کسی کا انکار کرے۔"

(کتاب العقائد صـ۲۲ بہار شریعت ج ۱ صـ۵۲)

علم غیب کے بارے میں

علامہ حضرتِ احمد رضا خاں صاحب اپنی مشہور کتاب تمہید ایمان میں لکھتے ہیں "اور جمیع معلوماتِ الٰہیہ کو علم مخلوق کا محیط ہونا بھی باطل اور اکثر علماء کے خلاف ہے۔" (تمہید ایمان صـ۲۴)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی تمام معلوماتِ الٰہیہ کو نہیں جانتے

حضرت علامہ احمد رضا خانصاحب اپنی مشہور کتاب الدولۃ المکیہ میں لکھتے ہیں،

ما نالا ندعی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قد احاط بجمیع معلومات اللہ تعالیٰ

فانه محال للمخلوق (ترجمہ) ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علمِ شریف تمام معلوماتِ الٰہیہ کو محیط ہے کیونکہ یہ تو مخلوق کے لئے محال ہے۔ (ص۲۵) اسی کتاب میں دوسری جگہ فرماتے ہیں :- ولا نثبت بعطاء الله تعالیٰ ایضاً الا البعض (ترجمہ) ہم عطاءِ الٰہی سے بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع (الدولۃ المکیہ ص۲۴۲) (یعنی علم غیب کلی حضور کو نہیں ملا اور جتنا علم ملا ہے)

مسئلۂ بشریت

کتاب بہارِ شریعت جو بریلویت کی مستند کتاب ہے اور علامہ حضرت احمد رضا خاں صاحب کی مصدقہ ہے اس کی کتاب العقائد میں ہے :- "عقیدۂ انبیاء سب بشر تھے اور مرد۔ نہ کوئی جن نبی ہوا نہ عورت" (بہار شریعت ص۱) علامہ حضرت نعیم الدین خاں صاحب مُرادآبادی اپنی کتاب العقائد میں فرماتے ہیں :- انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آتی ہے (کتاب العقائد ص۶) مفتی احمد یار خاں گجراتی اپنی کتاب جاء الحق ص۱۶۲ میں لکھتے ہیں ؎

محمدٌ بشرٌ لا کالبشر   یاقوتٌ حجرٌ لا کالحجر

(ترجمہ) حضور علیہ السلام بشر ہیں، عام بشر نہیں، یاقوت پتھر ہے مگر عام پتھر نہیں۔

بشر اور نور میں عمدہ فیصلہ

علامہ محمد حسن صاحب مجددی سجادہ نشین درگاہ ٹنڈو سائیں دادا، اپنی کتاب العقائد الصحیحہ فی تردید الوہابیۃ النجدیہ میں لکھتے ہیں :- "مجھے معلوم نہیں کہ یہ لوگ حضور علیہ السلام سے بشریت کی نفی کیوں کرتے ہیں۔ حالانکہ بشریت ہی آپ کی رسالت کی تصدیق اور آپ کے معجزات اور خرقِ عادات کی تصدیق کا سبب ہے۔ کیونکہ انسان سے جب معجزات صادر ہوں یا خرقِ عادات تو یہی تصدیقِ رسالت کا سبب بنتے ہیں، ورنہ اگر یہ سب کچھ فرشتوں سے صادر ہو، یا جن اور شیطان سے پیدا ہو تو کچھ تعجب نہ ہوگا۔ کیونکہ خرق عادات فرشتوں اور شیاطین سے ایک مسلّمہ اور عادی امر ہے۔ بلکہ معجزہ

اور خرقِ عادات کی حقیقت ہی انسان سے تعلق قائم کرنے کے ساتھ پیدا ہوا کرتی ہے کہ دوسرے انسان انبیاء علیہم السلام کے علاوہ ایسا کرنے سے عاجز ہوا کرتے ہیں۔ اسی بناء پر معجزہ کو خرقِ عادت کا نام دیا گیا ہے یعنی معجزہ بنی آدم کی روزمرّہ عادات کے خلاف اور طاقت سے باہر ہوتا ہے صوفی (یا مولوی) یہ بھی کہتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نور ہیں۔ کہ کیونکہ خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اے لوگو! تمہارے پاس اللہ تعالیٰ کا نور آیا ہے اور روشن کتاب لایا ہے۔ اس لئے آپ کو بشر کہنا صحیح نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ہمیں بھی تسلیم ہے اور ہمارا بھی ایمان ہے کہ آپ نور ہیں۔ مگر نورانیت انسان اور بشر ہی کے لئے تعریف کا سبب بنتی ہے جبکہ وہ کثافتِ بشری سے نکل کر اصلی نورانیت کے بلند مراتب پر ترقی کر جائے اور جب انسان کے علاوہ اگر کوئی، مثلاً فرشتہ نورانیت سے موصوف ہو جائے تو اُس تعریف شمار نہ ہوگی، کیونکہ نورانیت اس میں فطرتاً ہوتی ہے بعد میں حاصل نہیں ہوتی۔ (اور متفقہ فیصلہ ہے کہ فرشتے نورانی مخلوق ہیں) یا جیسے خدا تعالیٰ فرماتا ہے والقمر نوراً کہ ہم نے چاند کو نور بنایا۔ تو چاند نے کثیف مادہ سے نورانیت کی طرف ترقی نہیں کی بلکہ خدا نے اُسے منور ہی پیدا کیا ہے تو اس کی نورانیت فطرتی ہوگی جس میں نہ کوئی تعریف نکلتی ہے اور نہ قابل قدر روح پیدا ہوتی ہے کہ خدا نے فرمایا یهدی الله لنوره من یشاء (خدا جسے چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کرتا ہے) پس ایسی بشریت جو نفسانی کدورتوں سے صاف ہو ایک بڑی تعریف اور مدح ہے اور بہت بڑا کمال ہے مجھے اپنے لوگوں پر تعجب آتا ہے کہ وہ کیسے کمال کو نقص جانتے ہیں اور کس طرح مدح کو مذمت سمجھ رہے ہیں۔

کتاب العقائد الصحیحہ فی تردید الوہابیۃ النجدیہ ص۲۹ مطبع الفقیہ امرتسر سنہ ۱۳۶۰ھ)

علامہ موصوف نے کتنا بہترین فیصلہ کیا ہے کاش یہ عُلما حضرات اس پر عمل

کر کے اختلاف کو ہوا نہ دیتے۔

عرسوں میں تماشے کبڈیاں ناجائز ہیں

(مسئلہ) "عرس اولیاً کرام یعنی قرآن و فاتحہ خوانی، و نعت خوانی و ایصالِ ثواب اچھی چیز ہے۔ رہے منہیات شرعیہ وہ تو ہر حالت میں مذموم ہیں اور مزاراتِ طیبہ کے پاس اور زیادہ مذموم۔" (بہارِ شریعت ص۷۹ جلد ۱) اس سے معلوم ہوا کہ (بالفرض) سوائے تلاوتِ قرآن اور فاتحہ خوانی وغیرہ کے دوسری سب چیزیں عرس میں حرام ہیں حضرتِ علامہ احمد رضا خاں نے جہاں لہو و لعب و تماشا ہوں، اُس جگہ جانے کو منع فرمایا ہے۔ مگر آج کل واعظوں کا حال دیکھو۔ وہاں جا کر تقریریں کرتے ہیں اور گدی نشینوں کو ایسی خرابیوں سے نہیں روکتے۔

عورتوں کو عُرسوں میں اور قبرستان میں جانا حرام ہے

حضرت علامہ احمد رضا خاں بریلوی نے اس مسئلہ میں ایک کتاب لکھی ہے۔ جس کا نام **جمل النور فی نہی النساء عن زیارۃ القبور** ہے۔ اس میں جو علماء عورتوں کو مزارات پر جانے کے جائز کہتے ہیں اُن کی خوب تردید کی ہے اسی کتاب میں لکھتے ہیں۔" یعنی امام قاضی سے یہ پوچھا گیا ہے کہ عورتوں کا مقابر کو جانا جائز ہے یا نہیں؟ فرمایا ایسی جگہ جواز و عدم جواز نہیں پوچھتے۔ یہ پوچھو کہ اس میں عورت پر کتنی لعنت پڑتی ہے جب گھر سے قبور کی طرف چلنے کا ارادہ کرتی ہے۔ اللہ تعالٰے اور فرشتوں کی لعنت میں ہوتی ہے جب گھر سے باہر نکلتی ہے۔ سب طرف سے شیطان اسے گھیر لیتے ہیں جب قبر تک پہنچتی ہے، میت کی روح اُس پر لعنت کرتی ہے۔ جب واپس

آتی ہے اللہ تعالٰے کی لعنت میں ہوتی ہے۔"

(جمل النور ص۱۹ فتاویٰ افریقہ ص۲۷)

مفتی احمد یار خاں بریلوی گجراتی

لکھتے ہیں۔" اس طرح عرس ہے کہ عورتوں کا وہاں پر جانا حرام ہے۔ ناچ، رنگ حرام ہیں۔" (جاء الحق ص۲۸۸)

کاش یہ عوام اپنی عورتوں کو عرسوں اور قبروں سے روک دیتے اور اس طرح جو مولوی ان کو اجازت دیتے ہیں وہ خالص بریلوی بن جاتے۔

قوّالی شریف کا مسئلہ

جو صوفی مزامیر باجوں وغیرہ کے ساتھ قوالی سنتے ہیں۔ حضرت علامہ احمد رضا خاں بریلوی اپنے فتاویٰ افریقہ، میں ایک شیخ سے نقل کرتے ہیں۔ اُس جناب سے سوال ہوا کہ ایک شخص مزامیر سنتا اور کہتا ہے یہ میرے لئے حلال ہیں۔ اس لئے کہ میں ایسے درجے تک پہنچ گیا کہ احوال کا اختلاف مجھ پر اثر نہیں ڈالتا فرمایا" ہاں پہنچا تو ضرور، مگر کہاں تک؟ جہنم تک!"

(فتاویٰ افریقہ ص۱۳۸)

مفتی احمد یار خاں بریلوی گجراتی اپنی کتاب "جاء الحق" میں فرماتے ہیں" قوالی جو آج کل عام طور پر مروّج ہے کہ جس میں گندے مضامین کے اشعار گائے جاتے ہیں اور فاسق اور امردوں (بے ریش لڑکوں) کا اجتماع ہوتا ہے اور محض آواز پر رقص ہوتا ہے یہ واقعی حرام ہے لیکن اگر کسی جگہ تمام شرائط سے قوالی ہو گانے والے اور سننے والے اہل ہوں تو اُس کو حرام نہیں کہہ سکتے (جس کا وجود آج کہیں نہیں ہے) (جاء الحق ص۲۸۸)

ناقص صوفی کا ناچ

علامہ شامی نے سماع کی شرائط میں لکھا ہے کہ اس کی ایک شرط یہ بھی ہے کہ اگر سننے والے کے جسم پر تلوار دی جائے تو اُسے خبر نہ ہو۔

(ردالمختار ج ۵ کتاب الکراہتہ)

لیکن ایسے صوفی کہاں ملتے ہیں، آج کل کے صوفیوں کے بارے میں فتاویٰ برہنہ میں لکھا ہے " ناقص صوفی جب رقص کرتا ہے، شیطان اس کے پیچھے انگشت دیتا ہے جس سے وہ ادہر ادہر ناچتا اچھلتا ہے۔"

(فتاویٰ برہنہ)

سجدۂ تعظیمی

علامہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی نے اس کے ردّ میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام " زبدتہ الزکیہ فی تحریم السجود التحیۃ " ہے۔ اس میں علامہ موصوف نے خوب تردید کی ہے جو لوگ مزاروں اور پیروں کو سجدہ کرتے ہیں وہ اس مسئلہ کی علماء بریلوی سے تصدیق کرلیں، علامہ نعیم الدین صاحب بریلوی مرادآبادی کتاب العقائد میں لکھتے ہیں۔ "آدم علیہ السلام کو فرشتوں کا سجدہ کرنا۔ یہ سجدہ تعظیمی تھا۔ جو خدا کے حکم سے ملائکہ نے کیا تھا اور سجدۂ تعظیمی پہلی شریعتوں میں جائز تھا ہماری شریعت میں جائز نہیں، اور سجدۂ عبادت پہلی شریعتوں میں کبھی خدا کے سوا اور کے لئے جائز نہیں ہوا۔"

(کتاب العقائد صـ۱)

علامہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں۔ " سجدہ عبادت تو یقیناً اجماعاً شرک مبین و کفر مبین اور سجدہ تحیۃ حرام گناہ کبیرہ بالیقین اس کے کفر ہونے میں اختلاف علماء دین ایک جماعت فقہاء سے تکفیر منقول اور عندالتحقیق وہ کفر صوری پر محمول۔ (زبدۃ الزکیۃ صـ۶)

پیر کو سجدہ کرنیوالا اور کرانیوالا، اگر دونوں جائز سمجھیں کافر ہیں،

حضرت احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں۔ یہاں سے معلوم ہوا کہ جہال عوام) اپنے سرکش پیروں کو سجدہ کرتے ہیں اور اسے پائیگاہ کہتے ہیں بعض مشائخ کے نزدیک کفر ہے اور گناہ کبیرہ تو بالاجماع ہے، پس اگر اسے اپنے پیر کے لئے جائز جانے تو وہ کافر ہے اور اگر اس کے پیر نے اُسے سجدہ کا حکم کیا اور اسے پسند کرکے راضی ہوا تو وہ شیخ نجدی خود بھی کافر ہے۔ اگر کبھی وہ مسلمان تھا بھی۔" (زبدۃ الزکیۃ فی تحریم سجود التحیۃ صـ۵۶)

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیخ نجدی کس کو کہتے ہیں۔

پیر کو یا کسی کو جھک کر سلام کرنا یا ملنا ناجائز ہے

علامہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں۔ اسی حرام فروتنی سے ہے، بزرگوں کو ملتے اور انہیں سلام کرتے یا جواب دیتے وقت انہیں سجدہ یا اُن کے لئے رکوع کرنا یا قریب رکوع تک جھکنا ——— (زبدۃ الزکیہ صـ۵۵) یہ مسئلہ بہار شریعت ج ۱۶ صـ۹۸ میں بھی درج ہے۔

مزارات کو بوسہ دینا، چمٹنا، طواف کرنا خلافِ ادب ہے

علامہ احمد رضا خاں بریلوی علامہ قاریؒ کی عبارت نقل کر کے اپنا فیصلہ لکھتے ہیں "عبارت ملا علی قاریؒ یہ ہے " زیارت روضۂ انور سید اطہر صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت نہ دیوارِ کریم کو ہاتھ لگائے نہ چومے، نہ اس سے چمٹے نہ طواف کرے، نہ زمین چومے کہ یہ سب بدعتِ قبیحہ ہیں"۔ (مسلک مقسط شرح ملا علی قاری صـ۲۹۳) اس کے بعد فیصلہ لکھتے ہیں " اقول! بوسہ میں اختلاف ہے اور چھونا، چمٹنا، اس کے مثل اور احوط (احتیاط کا طریقہ) منع، اور علت خلاف ادب ہونا" (زبدۃ الزکیۃ فی تحریم السجود التحیۃ صـ۶۳)

یعنی آپ نے فیصلہ کیا ہے کہ مزارات کو بوسہ دینا، چمٹنا، طواف کرنا وغیرہ بہتر ہے کہ نہ کرے کیونکہ خلافِ ادب ہے۔ اب مسئلہ صاف ہے کتاب اُٹھا کر دیکھیں۔

پختہ قبر بنانا ناجائز ہے

علامہ احمد رضا خاں بریلوی تبیین الحقائق امام زیلعیؒ جلد اول صـ۲۴۶ سے نقل کرتے ہیں قبر کے اُوپر چنائی کرنا یا قبر پر بیٹھنا، یا اس کی طرف نماز میں منہ کرنا سب منع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کو محلِ سجدہ قرار دینے سے منع فرمایا۔ (زبدۃ الزکیۃ صـ۶۵)

بلند قبر بنانا منع ہے

علامہ احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں " بلندیٔ قبر میں حدِ شرع ایک بالشت ہے۔"

(شفاء الوالہ صـ۱)

پیروں کی تصویر رکھنا یا بُراق یا دُلدُل کی تصویر گھر میں رکھنا حرام ہے

علامہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی سے فتویٰ پوچھا گیا کہ بعض لوگ مجلسِ میلادِ نبویؐ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویر یا براق نبویؐ اور جبرئیل علیہ السلام کی تصویر بنا کر یا بنوا کر رکھتے ہیں۔ یا ویسے حصولِ ثواب کے لئے رکھے کیا یہ جائز ہے آپ ان کے جواب میں "شفاء الوالہ" میں لکھتے ہیں: " اللہ عزوجل پناہ دے، ابلیس لعین کے مکائد سے سخت ترکید یہ ہے کہ آدمی سے حسنات کے دھوکے میں سیئات کراتا ہے اور شہد کے بہانے زہر پلاتا ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔ اس مسکین تینوں تصویرات بنانے والے، ان کی زیارت ولمس وتقبیل کرانے والے نے گمان کیا کہ وہ حضور پُر نور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کا حقِ محبت بجالاتا اور حضورؐ راضی کرتا ہے حالانکہ حقیقتاً وہ اپنی حرکات باطلہ سے حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی صریح نافرمانی کر رہا ہے۔ اس پر پہلے ناراض ہونے والے حضور والا ہیں صلی اللہ تعالےٰ علیہ وآلہ وسلم (شفاء الوالہ صـ۳)

اب جو گھروں میں اماموں اور پیروں اور براقوں اور دُلدل کی تصاویر رکھتے ہیں۔ ذرا اپنے انجام کو سوچ لیں۔

شادی میں باجے، گاجے، ناچ و گانا ہو تو اس میں جانا ناجائز ہے

مفتی احمد یار خاں بریلوی لکھتے ہیں "جس ولیمہ میں ناچ ورنگ خاص دستر خوان پر ہو اُس کا قبول کرنا منع ہے۔" (جاء الحق صـ۲۹۱)

علامہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں، شادی برات میں جہاں گانا ناچ ہو، ہرگز ہرگز اپنی لڑکیوں کو نہ جانے دو۔ اگرچہ خاص اپنے بھائی کے یہاں ہو۔ کیونکہ گانا سخت سنگین جادو ہے۔ اِن نازک شیشوں کو تھوڑی ٹھیس بھی بہت ہے۔" (شفاء الوالہ ص۹)

شادی میں آتشبازی وغیرہ رسومات ناجائز ہیں

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں "شادی میں آتشبازی اور اعلان کے لئے بندوق چھوڑنا ناجائز ہے۔" (ہادی الناس ص۹)

بہار شریعت میں لکھا ہے "ولیمہ کی دعوت زیادہ سے زیادہ دو دن تک ہے اس کے بعد شادی اور ولیمہ ختم۔ ہندوستان میں شادیوں کا سلسلہ کئی دن تک قائم رہتا ہے۔ سنت سے آگے بڑھنا ریا و سمعہ ہے۔ اس سے بچنا ضروری ہے۔ (بہار شریعت ص۳۱ ج ۱۶)

پیر کے نام کی چوٹی رکھنا ناجائز ہے،

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی اپنے فتاویٰ افریقہ میں لکھتے ہیں۔
"اگر وہ مقصود جو بعض جاہل عورتوں میں دستور ہے کہ بچے کے سر پر بعض اولیا کرام کے نام کی چوٹی رکھتی ہیں اور اس کی کچھ میعاد مقرر کرتی ہیں۔ اس میعاد تک کتنے ہی بار بچے کا سر مُنڈے وہ چوٹی برقرار رکھتی ہیں۔ پھر میعاد گزار کر مزار پر لے جا کر بال اُتارتی ہیں تو یہ ضرور محض بے اصل و بدعت ہے۔" (فتاویٰ افریقہ ص۴۲)

مُردہ کی دعوت حرام ہے

علامہ احمد رضا خاں بریلوی سے فتویٰ لیا گیا کہ اکثر بلاد میں رسم ہے کہ میت

کے روزِ وفات سے اس کے اعزہ و اقارب و احباب کی عورتیں اس کے یہاں جمع ہوتی ہیں اس اہتمام کے ساتھ جو شادیوں میں کیا جاتا ہے۔ پھر کچھ دوسرے تیسرے دن واپس آتی ہیں۔ بعض چالیسویں تک بیٹھتی ہیں۔ اس قدر اقامت میں عورات کے کھانے پینے، چھالیاں، پان کا اہتمام اہلِ میت کرتے ہیں جس کے باعث ایک صرف کثیر کے زیر بار ہوتے ہیں اگر اس وقت اُن کا ہاتھ خالی ہو تو اس ضرورت سے قرض لیتے ہیں، یوں نہ ملے تو سُودی نکلواتے ہیں، اگر نہ کریں تو مطعون و بدنام ہوتے ہیں، یہ شرعاً جائز ہے یا کیا؟

الجواب: علامہ احمد رضا خاں بریلوی جواب میں لکھتے ہیں "سبحان اللہ اے مسلمان! یہ پوچھنا ہے کہ جائز ہے یا کیا؟ یوں پوچھ کہ یہ ناپاک رسم کتنے قبیح اور شدید گناہوں، سخت شنیع خرابیوں پر مشتمل ہے۔" (رسالہ جلی الصوت ص۲) اس کے بعد آپ نے ایک مستقل رسالہ لکھ کر ہر ایک کی تردید کی ہے۔ (رسالہ جلی الصوت دیکھ لیں)۔

میت کے گھر پہلے تیسرے ہفتہ کو طعام پکایا جانا ناجائز ہے

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی اپنی کتاب جلی الصوت میں لکھتے ہیں "یعنی میت کے پہلے یا تیسرے دن یا ہفتہ کے بعد جو کھانے تیار کئے جاتے ہیں سب مکروہ ممنوع ہیں۔" علامہ شامی رد المحتار میں فرماتے ہیں "یہ سب ناموری اور دکھاوے کے کام ہیں ان سے احتراز کیا جائے۔ (جلی الصوت ص۳) اسی کتاب میں لکھتے ہیں: "اس دعوت کا کھانا بھی منع ہے۔" (جلی الصوت ص۳) اسی کتاب میں لکھتے ہیں: "غالباً ورثہ میں کوئی یتیم اور بچہ نابالغ ہوتا ہے یا بعض ورثا موجود نہیں ہوتے نہ اُن سے اُس کا اذن[1] لیا جاتا ہے، جب تو امر سخت حرام شدید پر

[1] اجازت

متضمن ہوتا ہے، اگر ان میں کوئی یتیم ہوا تو آفت سخت تر ہے۔" (جلی الصوت صے)

اَب جو لوگ اور مولوی ایسی دعوتیں کھاتے، انہیں اپنی بریلویت کی لاج رکھنی چاہیئے اور عذابِ اُخروی سے بچنے کی کوشش کریں اور اس قسم کی دعوتوں میں شریک ہو کر اپنی بریلویت کو داغ نہ لگائیں اور اعلیٰ حضرت کو بدنام نہ کریں۔

جس میت پر عورتیں روئیں پیٹیں اُسکے گھر کھانا بھیجنا ناجائز ہے

علامہ احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں۔" یہ عورتیں کہ جمع ہوتی ہیں۔ افعالِ منکرہ کرتی ہیں۔ مثلاً چلا کر رونا پیٹنا، بناوٹ سے منہ ڈھکنا اور یہ سب نیاحت ہے اور نیاحت (نوحہ کرنا) حرام ہے، ایسے مجمع کے لئے میت کے عزیزوں دوستوں کو بھی جائز نہیں کہ کھانا بھیجیں کہ گناہ کی امداد ہوگی۔ (جلی الصوت صے)

میت کے گھر صرف ایک دن کھانا بھیجنا جائز ہے

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں۔ اگرچہ صرف ایک دن، یعنی پہلے ہی روز عزیزوں، ہمسایوں کو مسنون ہے کہ اہلِ میت کے لئے اتنا کھانا پکوا کر بھیجیں جس سے وہ دو وقت کھائیں اور باصرار اُنہیں کھلائیں، مگر یہ کھانا اہلِ میت ہی کے قابل ہونا سنت ہے۔" اس میلے کے لئے بھیجنے کا ہرگز حکم نہیں اور اُن کے لئے بھی فقط روزِ اوّل کا حکم ہے آگے نہیں۔" (رسالہ جلی الصوت صے)

ختم فاتحہ کے وقت آگے طعام[1] رکھنا بیکار ہے۔

اعلیٰ حضرت احمد رضا خاں بریلوی اپنی کتاب " الحجۃ الفاتحہ " میں لکھتے ہیں"۔ اور وقت فاتحہ کھانے[2] کا قاری[3] کے پیش نظر ہونا اگرچہ بے کار بات ہے مگر اس کے سبب سے وصولِ ثواب یا جوازِ فاتحہ میں کچھ خلل نہیں۔ (الحجۃ الفاتحہ ص۱۶)

لہ ناجائز کام ۱۲ تہ کھانا ۱۲ تہ فاتحہ پڑھنے والے کے سامنے ۱۲

بغیر طعام کے ثواب نہ پہنچنے کا گمان غلط ہے

علامہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی لکھتے ہیں:" ہاں اگر کسی شخص کا یہ اعتقاد ہے کہ جب تک کھانا سامنے نہ کیا جائے گا ثواب نہ پہنچے گا۔ تو یہ گمان اُس کا محض غلط ہے لیکن نفسِ[1] فاتحہ میں اس اعتقاد سے کچھ حرج بھی نہیں آتا (الحجۃ الفاتحہ ص۱۲)

داڑھی پر مذاق

مسئلہ بعض داڑھی مُنڈے یہاں تک بے باک ہوتے ہیں کہ وہ داڑھی کا مذاق اُڑاتے ہیں۔ شریعت کے مطابق داڑھی رکھنے پر پھبتیاں کستے ہیں۔ داڑھی منڈوانا حرام تھا۔ گناہ تھا۔ مگر یہ سوچو یہ تم نے کس چیز کا مذاق اُڑایا کس کی توہین و تذلیل کی۔ اسلام کی ہر بات اٹل ہے اور اس کے تمام اُصول و فروع مضبوط ہیں۔ ان میں کسی بات کو بُرا بتانا اسلام کو عیب لگانا ہے تم خود سوچو جو کچھ اس کا نتیجہ ہے وہ تم پر واضح ہو جائے گا کسی سے پوچھنے کی ضرورت نہ پڑے گی۔" (بہار شریعت ص۱۹۵ ج ۱۶)

داڑھی چور اور داڑھی خور پر اعلحضرت کے فتوے

داڑھی چور وہ جو اپنی داڑھی کو شرعی حد سے چھوٹی کرے اور داڑھی خور وہ جو ساری داڑھی کھا جائے، نام و نشان بھی باقی نہ رکھے۔ حضرت احمد رضا خان صاحب بریلوی نے ان دونوں پر فتوے لگائے ہیں۔ اور داڑھی کے بارے میں ایک

ے جو کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دلائے گا تو اس کھانے۔ کھنے کا گناہ ہوگا۔ مگر ثواب۔ ثواب رجا
ہو جائے گا تو کھا۔ سامنے ہو یا نہ ہو۔ اگر کھانا سامنے۔ ہو تو بغیر۔ پہنچا۔ ہو۔ ے وا۔
لے ۲ اگر کھانا سامنے رکھا تو اسف۔ کا گناہ ہوگا۔

مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحی ہے اس میں اٹھارہ آیات ۲۷ حدیثیں ساٹھ ارشادات علماء اکابر سے داڑھی منڈوانے و چھوٹی کرانے کی تردید کی ہے۔ آپ نے اس کتاب میں ان سزاؤں کی ایک جدول لکھی ہے کہ داڑھی منڈے کیسے ہیں۔ لکھتے ہیں۔

(۱) داڑھی منڈوانے، کتروانے والے اللہ و رسول کے نافرمان ہیں۔ جل جلالہٗ و صلی اللہ علیہ وسلم (۲) شیطانِ لعین کے محکوم ہیں (۳) سخت احمق ہیں (۴) اللہ ان سے بیزار ہے (۵) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بیزار ہیں (۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایسی صورت دیکھنے سے کراہت آتی ہے (۷) یہودی ہیں (۸) نصرانی وضع ہیں۔ (۹) مجوس کے پیرو ہیں (۱۰) ہندوؤں کی صورت۔ مشرکین کی سیرت ہیں (۱۱) مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے گروہ سے نہیں (۱۲) انہیں اپنے ہم صورتوں یہود و نصاریٰ و مجوس و ہنود کے گروہ سے ہیں (۱۳) واجب التعزیر ہیں۔ شہر بدر کرنے کے قابل ہیں (۱۴) مبدلین فطرت، مغیر خلق اللہ ہیں (۱۵) زنانے مخنث ہیں۔ خدا تعالےٰ کے عہد شکن ہیں (۱۷) ذلیل و خوار ہیں (۱۸) گھن دنے قابل نفرت ہیں (۱۹) مردود الشہادت ہیں (۲۰) پورے اسلام میں داخل نہیں ہوئے (۲۱) ہلاکت میں ہیں۔ مستحق بربادی ہیں (۲۲) دین میں بے بہرہ اور آخرت میں خائب ہیں (۲۳) عذابِ الٰہی کے منتظر ہیں (۲۴) اللہ عزوجل کے سخت دشمن و مغضوب ہیں (۲۵) صبح ہیں تو اللہ کے غضب میں، شام ہیں تو اللہ کے غضب میں (۲۶) قیامت کے دن اُن کی صورتیں بگاڑی جائیں گی (۲۷) اللہ و رسولؐ کے ملعون ہیں دنیا و آخرت میں ملعون ہیں، اللہ و ملائکہ و بشر سب کی اُن پر لعنت ہے۔

---

۱ منہ کے رخ ۱۲ ۲ اللہ کی بنائی ہوئی صورت کو بگاڑنے والے ۱۲

فرشتوں نے اُن کے لعنتی ہونے پر آمین کہی (۲۸) اللہ تعالےٰ ان پر نظرِ رحمت نہ فرمائے گا (۲۹) وہ بہشت میں نہ جائیں گے (۳۰) اللہ عزوجل انہیں جہنم میں ڈالے گا۔ والعیاذ باللہ (لمعۃ الضحیٰ فی اعفاء اللحی ص۲۲)

اب جو ایسے لوگوں سے میلاد میں نعتیں کہلواتے اور سلام پڑھواتے ہیں۔ اس گناہ کا اندازہ لگالیں اور جو لوگ ایسوں کے پیچھے نماز پڑھتے ہیں۔ ان کی مقبولیت خود سوچ لیں۔

جس حافظ یا مولوی کی شرعی حد سے داڑھی چھوٹی ہو اس کے پیچھے نماز ناجائز ہے؛

علامہ احمد سعید کاظمی مہتمم مدرسہ انوار العلوم مُلتان کا فتویٰ

علامہ موصوف فتوے کے جواب میں لکھتے ہیں۔ صورت مسئول عنہا میں حد شریعت سے کم داڑھی رکھنے والے حافظ کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی ہے! اس لئے کہ داڑھی منڈانے یا خلافِ شرعی کتروانے والا فاسق معلن ہے اور فاسق معلن کا امام بنانا اور اس کی اقتداء میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، واجب الاعادہ (پھر پڑھنا) ضروری ہے۔" منقول از فتویٰ مسلمانوں کے لئے قابل توجہ" مطبوعہ ملتان۔

آج کل اکثر لوگ اور بعض مولوی داڑھی خضاب سے یا دوسری ادویہ اور مہندی سے بالکل سیاہ کرتے ہیں یہ بالکل ناجائز ہے۔ علامہ حضرت احمد رضا خاں بریلوی نے ان کے رد میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام حک العیب فی حرمۃ تسوید الشیب ہے، اہلِ علم اچھی طرح دیکھ سکتے ہیں۔

مرد کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا ناجائز ہے | بہارِ شریعت میں لکھا ہے

لڑکوں کو سونے چاندی کے زیور پہنانا حرام ہیں، جس نے پہنا دیا گنہگار ہوگا۔ اسی طرح ان کے ہاتھ پاؤں میں بلا ضرورت (یعنی مرض کی وجہ سے) مہندی لگانا ناجائز ہے۔ عورت خود اپنے ہاتھ پاؤں میں لگا سکتی ہے۔ مگر لڑکے کو لگائے گی تو گنہگار ہوگی۔ (بہارِ شریعت صـ۲۳ ج ۱۶)

انبیاء علیہم السّلام کے سوا کسی دوسرے کو علیہ السلام نہ لکھے اور نہ کہے

بہارِ شریعت میں لکھا ہے (مسئلہ) کسی کے نام کے ساتھ علیہ السلام کہنا یہ انبیاء علیہ السّلام اور ملائکہ کے ساتھ خاص ہے (مثلاً موسیٰ علیہ السلام، جبرئیل علیہ السلام نبی اور فرشتہ کے سوا کسی دوسرے کے نام کے ساتھ یوں کہنا نہ چاہیئے۔ (بہارِ شریعت صـ۹۳ ج ۱۶)

ختمِ قرآن پر اُجرت لینا، اسکی تحقیق

آج کل مولویوں نے پیشہ بنالیا ہے کہ ختموں پر رقمیں اور مٹھائیاں وصول کرتے ہیں ان کی تردید کی مکمل بحث سنیئے۔ بہارِ شریعت جس پر علاّمہ احمد رضا خاں بریلوی کی مہر تصدیق ثبت ہے اس میں لکھا ہے "ریا کی طرح اُجرت لے کر قرآن مجید کی تلاوت بھی ہے کہ کسی میت کے لئے بغیر ایصالِ ثواب کچھ لے کر تلاوت کرتا ہے کہ یہاں اخلاص کہاں؟ بلکہ تلاوت سے مقصود وہ پیسے ہیں کہ وہ نہیں ملتے تو پڑھتا بھی نہیں۔ اس پڑھنے میں کوئی ثواب نہیں، پھر میت کے لئے ایصال ثواب کا نام لینا غلط ہے کہ جب ثواب ہی نہ ملا تو پہنچائے گا کیا؟ اس صورت میں نہ پڑھنے والے کو ثواب نہ میت کو۔ بلکہ اُجرت دینے والا اور لینے والا دونوں گنہگار (والمختار) ہاں اگر اخلاص کے ساتھ کسی نے تلاوت کی تو اس پر ثواب بھی ہے اور اس کا ایصال

بھی ہو سکتا ہے اور میت کو اس سے نفع بھی پہنچے گا۔ بعض مرتبہ پڑھنے والے کو پیسے نہیں دیئے جاتے مگر ختم کے بعد مٹھائی تقسیم ہوتی ہے۔ اگر اس مٹھائی کی خاطر تلاوت کی ہے تو یہ بھی ایک قسم کی اجرت ہے، کہ جب ایک چیز مشہور ہو جاتی ہے تو اُسے بھی مشروط ہی کا حکم دیا جاتا ہے۔ اس کا بھی وہی حکم ہے جو مذکور ہو چکا ہاں جو شخص یہ سمجھتا ہے کہ مٹھائی نہیں ملتی جب بھی میں پڑھتا تو وہ اس حکم سے مستثنیٰ ہے اور اس بات کا خود وہ اپنے ہی دل سے فیصلہ کر سکتا ہے کہ میرا پڑھنا مٹھائی کے لئے ہے یا اللہ عزّ وجل کے لئے۔ پنج آیت پڑھنے والا اپنا دوسرا حصہ لیتا ہے۔ لہٰذا بظاہر اخلاص نظر نہیں آتا۔ واللّٰہ اعلم بالصواب میلاد خواں اور واعظ بھی دو حصے لیتے ہیں جبکہ وعظ میں مٹھائی تقسیم ہوتی ہے۔ جس سے ظاہر ہی ہوتا ہے کہ ایک حصہ اپنے پڑھنے اور تقریر کرنے کا لیتے ہیں۔ اگر وہی حصہ یہ بھی لیتے جو عام طور پر تقسیم ہوتا ہے تو بہت خوب ہوتا کہ ذرہ سی مٹھائی کے بدلے اجرِ عظیم کے ضائع ہونے کا شبہ نہ ہوتا بعض جگہ خصوصیت کے ساتھ اُن کی دعوتیں بھی ہوتی ہیں کہ ان کو اسی حیثیت سے کھانا کھلایا جاتا ہے کہ یہ پڑھیں گے بیان کریں گے۔ یہ مخصوص دعوت بھی اُسی اجرت ہی کی حد میں آتی ہے۔ ہاں اگر اور لوگوں کی دعوت بھی ہو تو یہ نہیں کہا جاتا ہے کہ وعظ و تقریر کا معاوضہ ہے۔ اسی قسم کی بہت سی صورتیں ہیں جن کی تفصیل کی چنداں ضرورت نہیں یہ مختصر بیان دیدیا اور متبعِ شریعت سے واقف ہے وہ خود اپنے نفس کا انصاف کر سکتا ہے کہ کہاں عمل کی اجرت ہے اور کہاں نہیں۔ وصلی اللہ علیٰ محمد وآلہٖ واصحابہٖ وبارک وسلّم۔ (بہارِ شریعت صـ۲ حصہ ۱۶)

آخری التماس

عوام وخواص حضرات کی خدمت میں التماس ہے کہ ان مسائل میں اچھی طرح فکر کریں اور عمل کریں اور کوشش کریں کہ یہ مذہبی اختلافات ختم ہو جائیں دیوبندی اور بریلوی دونوں مل کر خدمت اسلام کریں تاکہ غیر مذاہب مرزائی وشیعہ طاقت نہ پکڑیں۔ ہمارے اس اختلاف سے دوسرے مذاہب ترقی کرتے جاتے ہیں۔ آپس کے ان معمولی اختلافات کو ختم کر دیں۔ دونوں حضرات ایک دوسرے کی کتابوں کو تدبر سے دیکھیں اور دل میں نصفت کریں کہ مسلمان کو کافر کہنا کتنی بُری بات ہے اور آئندہ اس کے کیا نتائج نکلیں گے کتابوں کے حوالے مستند کتابوں سے ہیں۔

بندے نے یہ اس لئے لکھا ہے تاکہ اتحاد پیدا ہو جائے اور لڑائی جھگڑے کسی طرح مٹ جائیں ہدایت کا دارومدار اللہ تعالیٰ کے ہاتھ ہے۔

وَمَا علینا اِلَّا البلاغ

فقط:

محمد ابوالخیب قریشی

اخلاقی زوال کا عبرتناک منظر

اخلاقی زوال بڑھتے بڑھتے اس حد کو پہنچ گیا کہ اب انسان کی انسانیت کی تذلیل سے تفریح ہوتی ہے بلکہ مذاق اتنا بگڑ گیا ہے کہ انسانیت جتنی پست سطح پر اُترے اتنی ہی آسودگی اور تفریح ہوتی ہے یہ فلم اور کلچرل، یہ ناول اور افسانے، عریاں تصویریں اور فحش گانے کیوں آپ کی تفریح کا سامان ہیں؟ کیا ان میں انسانیت کو ذلیل شکل میں نہیں دکھلایا جاتا؟ کیا یہ آدم کے بیٹوں اور حوا کی بیٹیوں کو جو آپ کے بھائی اور بہنیں ہیں ایسی شکل میں نہیں پیش کرتیں جو انسانیت کے لئے باعث ننگ و عار ہیں، کیا آپ کو ان تصویروں اور کھیلوں، ان فلموں اور ناولوں میں انسانیت کی ذلت اور رسوائی نظر نہیں آتی۔ پھر آپ کی طبیعت میں کیوں اشتعال اور نفرت پیدا نہیں ہوتی۔ آپ ان کو کس طرح گوارا کر لیتے ہیں؟ ایک انسان اپنے جسم کو عریاں کرتا ہے، ہوا و ہوس کا شکار بنتا ہے اپنی عزت اور ضمیر کو فروخت کرتا ہے اور سینکڑوں ہزاروں آدمی اس کا تماشا دیکھتے ہیں اور تفریح حاصل کرتے ہیں اخلاقی گراوٹ اور بے حسی کی اس سے زیادہ عبرتناک مثال اور کیا ہو سکتی ہے۔

یہ بد اخلاقیاں، گناہ اور تعیشات کا رجحان، بیماریوں اور وباؤں سے کہیں زیادہ خطرناک ہے، کسی ایک گذشتہ قوم کا نام بتلا دیجئے جس کے متعلق تاریخ میں یہ درج ہو کہ وہ پوری کی پوری قوم فلاں بیماری یا وباء کی نذر ہو کر بالکل فنا ہو گئی ہو لیکن میں آپ کو بیسیوں قوموں کا نام بتلا سکتا ہوں جو بداخلاقیوں کا شکار ہو کر صفحۂ ہستی سے مٹ گئیں۔

ہمدردانِ قوم۔ محسنینِ انسانیت غمخوارانِ امتِ مسلمہ اور محبانِ رسول

سب کی خدمت میں التماس ہے کہ ذرا ٹھنڈے دل سے قوم کی تباہی، انسانیت کی بربادی، اہلِ اسلام کی اخلاقی گراوٹ اور دین سے دُوری پر غور کریں۔

قوم کو راہِ راست پر لانے کے لئے خود کوشش کریں، یا کم از کم ایسی کوششیں کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے مابہ النزاع، فروعی مسائل کی چھیڑ چھاڑ کو ہوا دینا بند فرما دیں۔ تاکہ قوم میں یک جہتی اور ہم آہنگی پیدا ہو۔

فرائض، سنن۔ واجبات مستحبات کی دائیگی۔ اکلِ حرام۔ مکروہات ومنکرات سے اجتناب کریں۔

حسب حیثیت مالی وجانی قربانی کے لئے خود تیار رہنا اور دوسروں کو بھی ایثار اور قربانی کی ترغیب دیتے رہنا وقت کا اہم تقاضہ ہے۔

آج امّت مسلمہ کی اکثریت نے الّذی جمع مالاً وّعدّدہ کو مقصدِ زندگی قرار دیئے ہوئے ہے۔ حالانکہ ایک مسلمان کا حقیقی مقصد زندگی، آخرت وان زندگی کو سامنے رکھ کر اللہ اور اُس کے رسولؐ کے احکام کی پیروی کرنا اور دوسروں کو ان احکام کی تبلیغ اور وصیّت کرنا اور اس کی آسان سہل صورت یہ ہے کہ اہلِ خیر اور ہر مسلمان ہماری کتابیں خرید کر عوام تک مفت پہنچائیں اور اس طرح اشاعتِ دین کے فریضہ سے سبکدوش ہوکر اپنے لئے دارین کی کامیابی حاصل فرمائیں۔ ہم ایسے حضرات کو اور دینی اداروں اور مساجد ومدارس کو اپنی کتابوں پر معقول رعایت دیتے ہیں۔

دعا ہے اللہ تبارک وتعالےٰ ہم سب کو اسلامی زندگی بسر کرنے کی توفیق عنایت فرمائے آمین ثم آمین۔

اکابرِ قوم

یعنی

مسلمانوں کے عالموں امیروں اور فقیروں کے پوست کندہ حالات

مُصنّفہ

اکبر شاہ خاں نجیب آبادی

نشر کردہ

پاک اکیڈمی بک سیلرز

دوکان ۲۲ جامع مسجد باب الاسلام، آرام باغ کراچی